غوثِ اعظمؒ

یعنی

غوث اعظم قطب الاقطاب امام الاولیاء شیخ محی الدین
ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز
کی زندگی کے مختصر حالات، ملفوظات اور ان کی تعلیمات

از

مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی

ادارہ اسلامیات

Saeed Book Bank

24.00 Rs

فی قصصہم عبرۃ لاولی الابصار (القرآن)

ترجمہ: صالحین کے واقعات میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

غوث اعظمؒ

یعنی

غوث اعظم قطب الاقطاب امام الاولیاء شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زندگی کے مختصر حالات ضروری ہدایات اور صحیح تعلیمات

مرتبہ

حضرت مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی

ناشر ● تبلیغی کتب خانہ ● لاہور

پاکستان میں اس کتاب کی طباعت کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

طباعت اول : اکتوبر [illegible]

باہتمام : اشرف برادران

ناشر : تبلیغی کتب خانہ لاہور

طبع : [illegible]

قیمت :

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی لاہور

دارالاشاعت اردو بازار کراچی

ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ دارالعلوم ۔ ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تمہید	۵	وعظ وتذکیر کا اصل محرک	۲۶
نسب	۸	کاملین کو تلقین	۳۱
حلیہ	۹	صفات خداوندی کی توضیح	۳۵
ابتدائی حالات	۹	شیخ عبدالقادر جیلانی کا مسلک	۴۶
سلسلہ وعظ وتذکیر کا آغاز	۱۳	کتاب وسنت کا اتباع	۴۹
درس اور اخلاق	۱۴	سلسلۂ خلافت وجانشینی	۵۱
وعظ وتذکیر کا عروج	۲۵	خلفاء ومجازین	۵۲
شیخ طریقت کی علامات	۳۱	سوانح کا خلاصہ	۵۵
صلح کل مشرب	۳۳	ہندوستان میں فیضان	۵۸
شیخ سدو کی حقیقت	۳۴		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد للہ الذی ھدٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی والعاقبۃ لمن اتقٰی ۔ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب امام الاولیاء محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہٗ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقام غوثیت اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں ۔ اسی وقت آپ نے اپنے شطح فرمایا ۔

قدمی ھذا علٰی کل اولیاء اللہ ۔ میرے یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں ۔ اور تمام اولیاء کرام نے سر تسلیم خم کیا ۔ اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو سکتا ہے ؟ جب آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردن پہ ہے اور تمام بزرگ آپ کے تحت فرمان ہیں ۔ کیونکہ آپ کا مقام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدموں کے پیچھے ہے اور آپ اپنے حالات اور واردات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات قدم پر ثابت قدم رہتے تھے اور ہر امر میں آپ کی شریعت مطہرہ کا اتباع کرتے تھے اسی لیے مقام محبوبیت سے سرفراز ہوئے تھے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔	اے محمدؐ! اعلان کر دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تمہیں محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

پس آپ کے قدم درحقیقت آپ کے قدم نہیں بلکہ رسول ثقلین کے قدم مبارک ہیں جن سے ہٹ کر کوئی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ، کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پس جو بھی آپ کے مرتبہ اور مقام میں آگیا اس کے قدم بھی آپ ہی کے قدم ہیں اور وہ درحقیقت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدام مبارک ہیں۔ جن کی زندگی عبادت خداوندی کا اعلیٰ معیار ہے۔ جو درحقیقت معیار ہے تو پھر کون مومن و مسلمان آپ سے روگردانی کر سکتا ہے جبکہ تمام انسانوں کے لیے آپ کی زندگی نمونہ عمل اور مشعل راہ ہے۔

بشرطیکہ آپ کی زندگی کے صحیح نقوش سے بھی واقف ہوں اور آپ کی صحیح تعلیمات سے واقفیت بھی ہو۔ ان نقوش پر گامزن ہو اور ان تعلیمات کا پابند ہو تو یہی معرفت خداوندی اور بارگاہ خداوندی تک رسائی کا ذریعہ ہے۔

اس لیے ضرورت ہوئی کہ ان نقوش کو واضح کیا جائے اور آپ کی صحیح تعلیمات اور ہدایات سے آگاہ کیا جائے۔ تاکہ ان کے مطابق ہم اپنی زندگی کو بندگی کے اطوار سے آراستہ کر کے اللہ رب العالمین کے مقبول بندوں میں شامل ہو جائیں۔ اسی لیے مختصر حالات، معمولات، ہدایات، تعلیمات جمع کر کے ہدیہ ناظرین ان کو پیش نظر رکھ کر ان سے سبق حاصل کیا جائے۔ ان کو مشعل راہ بنا کر ان کے مطابق زندگی کو بنایا جائے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب بندوں کی طرح ہم بھی اللہ اور رسول کے پورے مطیع و فرمانبردار بن جائیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

صاحب نفحات نے لکھا ہے کہ چار اولیاء ہیں جو اپنے مزارات میں زندہ بزرگوں کی طرح روحانی تصرفات میں مشغول رہتے ہیں اور مخلوق خدا کی اصلاح و ہدایت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ایک حضرت معروف کرخی دوسرے شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی تیسرے شیخ عقیل منبجی چوتھے شیخ حیات حرانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پھر کیا عجب ہے کہ اس رسالے کا ملاحظہ و مطالعہ اور اس پر عمل پیرا ہونا حضرت غوث اعظم جیلانی کے روحانی فیض و تربیت اور باطنی جذب و کشش کا ذریعہ بن جائے اور زندگی راہ راست پر آجائے۔

غوثِ اعظم امامِ ربانی قطب الاقطاب
شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

نسب غوث اعظم قطب الاقطاب شیخ الشیوخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی بن شیخ ابو صالح موسیٰ بن جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن مثنیٰ بن امام ابی محمد حسن بن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور والدہ کی طرف سے آپ حسینی ہیں اور سلسلہ نسب حضرت امام حسین بن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملتا ہے۔

بلادِ عجم کے ایک چھوٹے گاؤں نیف میں پیدا ہوئے۔ جو گیلان کے علاقہ کا حصہ ہے۔ اہل عرب گ کو ج سے بدل دیتے ہیں اس لیے گیلان کو جیلان پڑھتے ہیں اسی وجہ سے آپ جیلانی مشہور ہوئے۔ بعض لوگوں نے جیلانی کہلانے کی اور بھی وجوہ بیان کی ہیں۔

ابتدائی علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کیے۔ باقی علوم کے شوق میں وطن سے چل کر عراق پہنچے۔ پھر وہاں سے مختلف مقامات میں پھرتے ہوئے رفتہ رفتہ ۴۸۸ھ میں شہر بغداد پہنچے۔ ابھی عنفوان شباب ہی تھا۔

کتاب بہجۃ الاسرار میں ہے کہ کسی نے آپ سے آپ کا سن ولادت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میں صحیح طور پر نہیں جانتا البتہ اتنا یاد ہے کہ میں اس سال بغداد پہنچا تھا جس میں تمیمی کا انتقال ہوا تھا۔ اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ تمیمی ابو محمد رزق اللہ کی وفات ۴۸۸ھ میں ہوئی۔ اس حساب سے ابوالفضل احمد بن صالح شافعی جیلی حنبلی نے لکھا ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی ولادت ۴۷۱ھ میں بمقام جیلان ہوئی اور آپ بغداد شریف پہنچے۔ کہ آپ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی۔ اور ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ یا ۵۶۲ھ میں آپ ۹۱ سال جیے۔

حلیہ آپ کا بدن نحیف تھا اور میانہ قد، سینہ کشادہ تھا، ریش مبارک طویل اور عریض تھی، آپ کا رنگ گندمی تھا۔ ابرو ملی ہوئی تھی۔ آواز نہایت بلند اور گفتگو خوش تر تھی۔ لوگوں پر آپ کی ہیبت چھائی تھی۔ آپ کا عزم کامل تھا۔ اخلاق شیریں تھے۔ مزاج میں تواضع تھی۔

ابتدائی حالات آپ نے علم فقہ عراق کے مشہور و مستند علماء شیخ ابوالوفا علی بن عقیل اور شیخ ابو محمد بن حسین بن محمد فرا اور شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمہم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا۔ اور متعدد علماء حدیث سے علم حدیث حاصل کیا جن میں شیخ ابوغالب محمد بن حسن باقلانی اور شیخ ابو سعید بن عبدالکریم بن خشیش اور شیخ ابوالقاسم محمد بن علی بن محمد بن میمون ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور علم ادب شیخ ابی زکریا تبریزی سے پڑھا۔ غرض تمام علوم و فنون میں ماہر ہو گئے اور ہر فن کی مہارت اور واقفیت تام حاصل کی جس

بے علمی شان نمایاں ہوگئی۔ پھر آپ پر باطنی جذب و کشش کی کیفیت طاری ہو گئی جس نے آبادی کی سکونت چھوڑ کر صحرا نوردی شروع کر دی اور جنگلوں ویرانوں میں بسنا شروع کر دیا۔ صاحب بہجۃ الاسرار خود آپ ہی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ بغداد کے قیام میں فرمایا کرتے تھے کہ میں پچیس سال تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتا رہا۔ اور چالیس سال تک فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر نفلوں میں طلوع فجر تک ایک قرآن مجید ختم کیا۔ ابتدا میں اپنا یہ حال تھا کہ [illegible] سے باندھ کر اس کا دوسرا سرا دیوار کی کھونٹی سے باندھ دیا کرتا تھا۔ تاکہ اگر نیند غالب آئے تو اس کے جھٹکے سے بیدار ہو جاؤں۔ ایک رات جب میں اپنے معمول کے لیے تیار ہوا تو نفس نے میرے دل میں خطرہ ڈالا کہ اگر تھوڑی دیر سو کر شب گزاری کی جائے تو تمہارا حرج نہ ہوگا۔ آخر نفس کا بھی تو حق ہے۔ میں اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اور جس جگہ دل میں یہ خطرہ آیا تھا اسی جگہ ایک پیر پر کھڑے ہو کر تمام قرآن مجید ختم کیا۔ یعنی ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے ہی ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا۔ تاکہ آئندہ اس قسم کے خطرات نفس پیدا نہ ہوں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے تین تین روز تک کسی چیز کے کھائے بغیر روزے رکھے اسی طرح تدریجاً ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ چالیس روز تک روزہ سے رہا۔ اس عرصہ میں کوئی چیز بھی نہ کھائی پی۔ اور رات کے معمول میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔ اپنے معمول کے مطابق تمام شب گزارتا رہا۔

اور آپ نے فرمایا کہ ان ایام میں میرے سامنے شیطان صورت بدل بدل کر آتا تھا مگر جب میں اس کو ڈانٹتا تو وہ بھاگ جاتا تھا۔ اور دنیا بھی ایک خوبصورت

شکل میں مال و زر سمیت سامنے آ کھڑی ہوتی تھی اور مجھ پہ اپنی آرائش و زیبائش پیش کرتی تھی مگر میں اس کو بھی جھڑک کر ہٹا دیتا تھا۔

اور آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے برج عجمی میں گیارہ سال تک گوشہ عبادت اختیار کیا تھا۔ چنانچہ میرے اس طویل قیام کی وجہ سے ہی اس کو برج عجمی کہنے لگے۔ اسی دوران ایک مرتبہ میں نے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک مجھے غیب سے کوئی چیز کھلائی یا پلائی نہ جائے گی میں ہرگز کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ چنانچہ چالیس روز تک اس عہد پر قائم رہا کچھ کھایا پیا نہ تھا۔ چالیس روز کے بعد ایک شخص نے آکر روٹی اور کچھ کھانے کی چیز میرے سامنے رکھی اور چلا گیا۔ اس کو دیکھ کر میرا نفس بھوک کی شدت کی وجہ سے اس طرف مائل ہوا۔ مگر میں نے کہا خدا کی قسم میں اپنا عہد نہ توڑوں گا۔ اسی اثنا میں ایک شخص سامنے سے آیا اور اس نے چیخ کر تنبیہ کے طور پہ کہا کہ ہائے [illegible] الجوع آخر یہ کیا حال ہے؟

میں نے کہا یہ محض نفس کا تقاضا ہے مگر روح بالکل مطمئن ہے وہ اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف اسی طرح لگی ہوئی ہے۔

یہ جواب سن کر اس شخص نے کہا اب تو میرے پاس باب الازج چلا آ۔ میں نے پھر اپنے دل میں کہا کہ میں اپنے عہد سے پھروں گا جب تک خدا تعالیٰ کا صاف حکم نہ ہو اور صاف طور پر کشف سے کوئی بات معلوم نہ ہو۔ میں اسی خیال میں تھا کہ اچانک ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کھڑا ہو اور میرے ساتھ ابو سعید کے پاس چل۔ میں ان کے ساتھ چل کر حضرت

ابو سعید کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ میرے انتظار میں اپنے گھر کے دروازہ
پر کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا "اے عبد القادر تجھے میرا کہنا کافی نہ ہوا
ہم نے ہی تو تجھے بلایا تھا آخر اب حضرت خضر علیہ السلام نے تجھے یہاں پہنچایا۔"
پھر مجھے اپنے گھر میں لے گئے۔ کھانا تیار رکھا تھا اپنے پاس بٹھا کر اپنے ہاتھ
سے کھلایا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ پھر اپنے دست مبارک سے "خرقۂ
خلافت" مجھے پہنایا اور سند عطا فرمائی۔

اس کے بعد بھی میں نے اپنا وہی شغل جاری رکھا اور خرقۂ درویشی کے
موافق اپنے اشغال و اوراد میں مشغول رہا۔

ان حضرت خضر علیہ السلام کی پہچان کی پوری تفصیل آپ نے اس طرح بیان
فرمائی کہ میں اس واقعہ سے پہلے اس سیر و سیاحت میں تھا کہ ایک مرتبہ ایک شخص
میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کیا تو میرے ساتھ رہنے کے لیے راضی ہے؟ میں نے
کہا "ہاں راضی ہوں۔"

اس شخص نے کہا اس شرط پر کہ میرے حکم کے خلاف نہ کرنا۔

میں نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا۔

اس شخص نے کہا جب تک میں واپس آؤں تم اسی جگہ رہو۔

یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ میں ایک سال تک وہاں اپنے اشغال میں مشغول
رہا۔ ایک سال بعد وہ پھر آئے مجھے دیکھا کہ میں اسی مکان میں اپنے کام میں
مشغول ہوں۔ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھے پھر کھڑے ہو گئے اور فرمایا جب
تک میں آؤں تم یہیں رہنا۔

یہ کہہ کر وہ پھر ایک سال تک غائب رہے اور میں اسی مقام پر اپنے کام
میں مشغول رہا۔ دوسرے سال کے بعد وہ پھر آئے مجھے وہیں اپنے کام میں مشغول
پایا۔ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھے پھر وہی پہلی بات کہہ کر ایک سال کے
لیے پھر غائب ہو گئے۔ میں وہیں اپنے کام میں مشغول رہا۔ اس کے بعد جو آئے تو
ہاتھ میں دودھ اور روٹی کا پیالہ تھا۔ غرض تین سال کے بعد مجھے بتایا کہ میں خضر
ہوں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کھانا کھاؤں۔

ہم دونوں نے ایک ساتھ کھانا کھایا پھر فرمایا اب تم میرے ساتھ بغداد چلو
اس طرح ہم وہاں سے چلے اور بغداد میں داخل ہو گئے۔

جب آپ اپنے ابتدائی حالات تحدیث نعمت اور دوسروں کی ترغیب
اور ہمت افزائی کے لیے بیان فرما رہے تھے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے
آپ سے دریافت فرمایا کہ ان تین سال میں آپ کی غذا کیا تھی؟

آپ نے فرمایا جنگل کی گھاس اور درخت کے پتوں سے بھوک کے وقت
کچھ تھوڑا بہت کھا لیتا تھا۔

گو ان سالوں میں آپ کی غذا … جنگل کی گھاس اور درختوں
کے پتوں پر گزارہ رہا وہ بھی بقدر ضرورت شدت بھوک میں۔ مگر طبیعت ان کی
عادی ہو چکی تھی … روزہ کی جو کیفیت ابتدا میں بیان فرمائی تھی اس
کی حقیقت یہی ہے کہ … گھاس یا پتوں پر اکتفا فرماتے ہوں گے
اور شریعت و سنت کے مطابق روزہ کسی چیز سے افطار فرما لیتے ہوں گے۔
تاکہ شریعت کا خلاف لازم نہ آئے کیونکہ آپ شریعت کے متبع اور پابند شریعت

تھے۔ اور اس قسم کا افطار کھانے میں شمار نہیں ہوتا بلکہ اسے صوم وصال ہی کہا جاتا ہے۔ یہ ابتدائی ریاضتوں اور مجاہدوں کے حالات جس طرح حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی ترغیب و تشویق اور سالکان راہ طریقت کی رہنمائی اور ہمت افزائی کے لیے بیان فرمائے۔ اور وہ بھی چند مہینوں اور چند سالوں کے نہیں بلکہ پورے پچیس سال متواتر عنفوان شباب کے ہیں اسی طرح ہم نے ان مجاہدات و ریاضات کے حالات کو اس غرض سے نقل کر دیا ہے کہ حقیقت واضح ہو جائے کہ منصب ارشاد و تلقین پر فائز ہونا یا مقام قطبیت و غوثیت اور ولایت پر سرفراز ہونا کوئی معمولی تماشہ نہیں۔ بڑی جانکاہ جانبازی نفس کشی کے بعد متواتر ابتلاءات اور آزمائشات کے بعد بارگاہ خداوندی سے کسی منصب جلیلہ کی عطاء و بخشش ہوتی ہے۔

سلسلہ وعظ و تذکیر کا آغاز

بغداد شریف کے قیام میں حضرت غوث اعظم نے مخلوق کی رہنمائی اور انسانوں کی اصلاح و درستی کے لیے مواعظ کا سلسلہ جاری فرمایا جو آج تک بھی مواعظ غوثیہ کے نام سے لوگوں کی اصلاح و درستی کر رہے ہیں آٹھ سو سے زیادہ سال کا زمانہ گزر جانے کے باوجود ان مواعظ حسنہ غوثیہ میں وہ قوت تاثیر ابھی تک پائی جاتی ہے کہ ان کے سننے کو گوش گزار ہونے سے سنگدل سے سنگدل انسانوں کے قلوب بھی نرم ہو جاتے ہیں۔ خوف خدا اور آخرت کی سزا سے لرز جاتے ہیں تو پھر اس وقت ان کی قوت تاثیر کا کیا حال ہوگا جب یہ موعظت و نصیحت کی باتیں ترجمان حقیقت کی زبان

سے نکل کر براہ راست انسانی قلوب پر معرفت و حکمت کے انوار برساتی ہوں گی جگمگاتے اور عشق کے نور سے جھومتے ہوں گے۔

ان مواعظ حسنہ کا آغاز کس طرح ہوا؟ اس کی تفصیل کیفیت آئندہ بیان سے بخوبی معلوم ہو جائے گی جو عظیم شہادتیں اور چشم دید حالات ہیں۔

حافظ تقی الدین واسطی نے طبقات مرتبہ میں لکھا ہے کہ بلاشبہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالی مرتبہ جلیل القدر عظیم الشان شخص تھے۔ آپ کی کثرت کرامات اور مشہور حالات کی وجہ سے آپ کے گروہ اقطاب میں سے ہونے میں کسی کو کلام کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ ۵۲۱ھ کے بعد بغداد کے شہر پناہ کے پاس وعظ فرمانے بیٹھے۔ ابتدا میں آپ کے وعظ میں ایک یا دو، اور زیادہ سے زیادہ تین آدمی شریک ہوتے تھے مگر آپ دوام و استقلال کے ساتھ لوگوں کی بے توجہی کے باوجود برابر وعظ فرماتے رہے۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو اس طرف توجہ ہوئی۔ اور آپ سے اعتقاد پیدا ہوا۔ پھر آپ کے خلوص و اخلاص کی بدولت آپ کو مقبولیت عام حاصل ہوئی۔ اور عوام و خواص کی آپ کی جانب رجوعات ہوئی کہ خلق کثیر کا آپ کے وعظ میں ہجوم و اژدحام ہونے لگا۔

اور آپ کے حالات و کرامات اور اقوال و نصائح کا دور و نزدیک شہرہ عام ہوا۔ آپ کی عظمت و ہیبت کا اور روحانی قوت و طاقت کا اثر دنیا داروں، صاحب ثروت و جاہ والوں، حکمرانوں، وزیروں اور بادشاہوں سب پر چھا گیا اور سب آپ کے معتقد ہو گئے۔

اس طرح تمام سرکش اور نافرمان لوگ جو اپنے خالق اور مالک جل جلالہ

سے بغاوت و سرکشی اور غداری و نافرمانی کر رہے تھے آپ کی تعلیم و تربیت اور پند و نصیحت سے اپنے پروردگار خالق اور مالک عزوجل کے مطیع و فرمانبردار بن گئے۔ بعد میں آپ کے شیخ حضرت شیخ مخزومی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدرسہ آپ کے سپرد ہوا۔ اور کثرت ہجوم کی وجہ سے اس عالیشان مدرسہ میں بھی توسیع کرنی پڑی اور ایک وسیع عمارت بنانی پڑی جس میں آپ آخر عمر تک درس و تدریس اور وعظ و تذکیر اور مخلوق خدا کے ارشاد و تلقین میں مشغول رہے۔

اس قدر سخت مشغولیت اور کثرت مشاغل کے باوجود ہر وقت آپ پر وہ حالت و کیفیت طاری رہتی تھی۔ یعنی مخلوق کے ساتھ رہتے ہوئے بھی مخلوق سے جدا رہتے تھے اور اپنے خالق جل جلالہ سے وابستہ و پیوستہ رہتے تھے۔ باہمہ و بے ہمہ آپ کی شان تھی۔

ابن خشاب رحمہ اللہ جو ایک معروف درویش ہیں۔ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ ابتدا، جب میں علم نحو پڑھتا تھا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی مجلس میں شریک ہوا کرتا آپ کا وعظ بھی سنتا تھا مگر میں علم نحو پڑھتا رہا۔ مجھ کو وعظ کے شوق و رغبت کے باوجود اس کو حاصل کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

ایک روز میں وعظ میں بیٹھا آپ کی نصیحتیں سن رہا تھا مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا میرا وقت بالکل ضائع ہوا۔ اب تک میں علم معرفت و حقیقت سے بے بہرہ رہا ہوں اور مجھ کو اس پاکیزہ اصل علم سے کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔

یہ خیال دل میں آتے ہی حضرت شیخ قدس سرہ کے یہ ارشادات کانوں میں پہنچے جو آپ منبر پر بیٹھے وعظ میں فرما رہے تھے: اے عزیز! تو علم نحو میں مشغول کیوں ہے اس کو ذکر سے بہتر جانتا ہے، میرے دوست اس کا ثمرہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ تو سیبویہ بن جائے گا بالفرض خدا کا عارف اور خداشناس یہ علم نحو پڑھنے سے نہیں بن سکتا۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت شیخ کا یہ خطاب میری ہی طرف ہے۔ اور مجھ ہی کو سمجھانا مقصود ہے۔

ابن نجار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو محمد اخشن سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی خدمت میں سخت جاڑے کے موسم میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ صرف ایک کرتہ اور ایک جبہ پہنے ہوئے تھے۔ جبہ بھی اکہرا تھا۔ دوہرے کپڑے کا بنا ہوا نہ تھا۔ اس پر بھی پسینہ آپ کے بدن سے بہہ رہا تھا اور آپ کے گرد کھڑے چند آدمی آپ کو پنکھا جھل رہے تھے جیسا کہ شدت گرمی کی موسم میں ہوتا ہے۔

یہ کوئی بیماری یا مرض کی حالت نہ تھی بلکہ اس عشق خداوندی کی سوزش و گرمی تھی جو آپ کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا۔ اور اللہ رب العزت کے نام پاک کے انوارات تھے جو آپ کے اندرون جسم میں سموئے ہوئے تھے۔ موسمی تغیرات اور سردی و گرمی سے اس کو کوئی تعلق نہ تھا۔ سوز دروں اور کیفیت باطنی تھی جو ہر حال میں یکساں تھی۔

س‍ــ سوز لیست سوز عشق کناپ تسنیم اندر
فرشتگا گر نبود فسر پادی کنند

اسی اندرونی سوزش و شورش کی وہ چنگاریاں اور بجلیاں تھیں جو الفاظ کی شکل میں آپ کے اندرون سے نکل کر لوگوں کے سیاہ زنگ آلود قلوب پر پڑ رہی تھیں اور ان کو روشن ضمیر، عارف حقیقت، واصل باللہ بنا رہی تھیں۔ ان اندرون سے نکلی ہوئی چنگاریوں نے کس قدر قلوب کو روشن کیا اور کتنی مخلوق خدا کی ان کی وجہ سے اصلاح و درستی ہوئی؟

اس کے متعلق شیخ ابو محمد الخشاب کا بیان ہے کہ بلاشک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سالکین، رجال اور عالم اولیاء باکمال سے تھے، صاحب احوال و کیفیات تھے۔ کاملین زمانہ نے آپ کا ذکر خیر کیا ہے اور اہل سنت نے آپ کی قرابت لی ہے۔ بڑے بڑے مشائخ زمانہ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ لاکھوں اشخاص آپ کی پیروی سے صالحین و کاملین بن گئے اور تمام مسلمانان دین اور سلاطین کے تمام طبقات عوام و خواص کے قلوب آپ کی طرف مائل ہو گئے اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ آپ مشائخ کاملین کے سرتاج ہیں۔

شیخ مفسر ملا شہاب الدین ابو العباس احمد منصور بن رجب بغدادی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الفرج ابن الجوزی بغدادی سے سنا ہے کہ جب مخزومی کا مدرسہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے سپرد ہوا تو آپ نے اس کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ کثرت مستفیضین کی وجہ سے پہلی عمارت ناکافی ہو گئی۔ اکثر

مزدور اور مستورات جو مجالس وعظ میں شریک رہتے تھے مدرسہ کی تعمیر کے لیے خود ہی حسب استطاعت و سہولت مدرسہ میں حصہ لے رہے تھے۔

ایک روز ایک عورت آپ کے پاس اپنے خاوند کو لائی جو مزدور پیشہ تھا اور مزدوری سے اپنی گزر اوقات کرتا تھا۔ اور عرض کیا کہ یہ میرا شوہر ہے جس کے ذمہ میرے مہر کے بیس دینار اشرفی ہیں۔ میں نے ان میں سے نصف مہر یعنی دس دینار اس شرط پر معاف کر دیئے کہ باقی نصف کے عوض آپ کے مدرسہ میں کام کرے۔ ہم دونوں اس شرط پر راضی ہیں۔ اس شرط کے مطابق ایک ہبہ نامہ آپ کے حوالے کیا۔ اور خاوند کو آپ کے سپرد کر کے چلی گئی۔

حضرت شیخ اس کے شوہر سے مدرسہ میں مزدوری کا کام لیا کرتے تھے ایک روز اس کو مزدوری کے پیسے دیتے تھے کیونکہ وہ محتاج فقیر تھا۔ کسی شے کا مالک نہ تھا جس سے اس کی آمدنی ہو۔ اور ایک روز شرط کے مطابق کچھ نہیں دیتے تھے۔ پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص پانچ دینار کے بقدر کام کر چکا ہے تو آپ نے وہ ہبہ نامہ اس کو دے دیا اور فرمایا ہم نے باقی مزدوری کے عوض خدمت کو معاف کی۔

حسنات مناقب میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ایک مرتبہ اپنے [illegible] حالات بیان فرما رہے تھے۔ اسی دوران آپ نے فرمایا کہ ایک دن [illegible] صورت میرا جب نفس نے مجھ پر تقاضا کیا کہ بازار سے کچھ کھانے [illegible] لاؤ۔ مگر میں اس کو ٹالتا تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا تھا اور

آبادی سے نکل کر جنگلوں میں گھومتا تھا کہ اچانک چلتے چلتے ایک پرچہ پر میری نظر پڑی جس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

ما للاقویاء من الشهوات انما هی للضعفاء لیتقووا بها علی طاعتی۔

قوی ایمان والوں کے لیے خواہشات نہیں ہیں۔ یہ تو ضعیف ایمان والوں کے لیے ہیں تاکہ وہ ان کی وجہ سے میری طاعت پر قوت حاصل کریں

یہ لکھا ہوا دیکھ کر میں نے اس خواہش کو دل سے نکال دیا۔

اور بیان فرمایا کہ نہر کے کنارہ کی کانٹے دار گھاس اور ٹہنیوں سے اپنی غذا حاصل کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بہت تنگی پیش آئی جب کہ بغداد میں گرانی اور قحط سالی حد کو پہنچ گئی تھی۔ اس وقت کئی کئی دن کچھ کھانے کی نوبت نہ آتی کیونکہ اس دور میں دیگر فقراء و مساکین تک کو بھی انہیں اشیاء سے جینا تھا۔ جو میری غذا تھی۔ جب میں شہر میں پہنچی ہوئی کوئی چیز یا جنگل کی کوئی گھاس پاتی کھانے کے ارادے سے اٹھانا چاہتا تو دیکھتا کہ دوسرے فقراء و مساکین بھی اس کی تلاش میں ہیں۔ میں غیرت اور شرم کی وجہ سے وہ چیز انہیں کے لیے چھوڑ دیتا تھا اور خود بھوکا رہتا تھا۔ جب ضعف و نقاہت حد سے بڑھا تو میں نے پھول والے بازار سے ایک چیز اٹھائی اور اس بازار کے ایک گوشہ میں کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے میں اس وقت موت کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اسی دوران ایک عجمی جوان آیا اس کے

پاس تازہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تھا۔ وہ بیٹھ کر ان کو کھانے لگا۔ اس کو دیکھ کر میرا عجیب حال ہو گیا جب وہ لقمہ کھانے کے لیے اٹھاتا تو بھوک کی بے تابی کی وجہ سے بے اختیار دل چاہتا تھا کہ میں اپنا منہ کھول دوں تاکہ وہ ایک لقمہ میرے منہ میں رکھ دے۔ آخر میں نے اپنے نفس کو ڈانٹا اور اپنے دل میں کہا یہ کیا بے صبری کی ناقص حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہیں۔ اگر موت ہی مقدر ہے تو کوئی حرج نہیں اور یہ ٹھان لیا کہ اب نہ کھاؤں گا۔ میں انہی خیالات میں تھا کہ وہ عجمی جوان میری جانب متوجہ ہوا۔ اس نے مجھے کہا۔ بسم اللہ بھائی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ میں نے انکار کیا۔ اس نے مجھے قسم دی کہ شریک ہونا پڑے گا۔ میرے نفس نے پھر تقاضا کیا کہ اب مجھے شریک ہو جانا چاہیے۔ مگر میں نے اب بھی نفس کی مخالفت کی۔ اس شخص نے پھر مجھے قسم دی تو میں نے مان لیا اور تھوڑا سا کھا لیا۔

پھر اس نے دریافت کیا آپ کا مشغلہ کیا ہے اور کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا میں اصل باشندہ جیلان کا ہوں۔

اس نے کہا میں بھی جیلان ہی کا ہوں۔ کیا تم جیلانی جوان کو جانتے ہو جس کا نام عبد القادر ہے اور سید عبد اللہ صومعی مشہور زاہد کا نواسہ ہے؟

میں نے کہا وہ میں ہی ہوں۔

یہ سن کر وہ مضطرب ہو گیا اور اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ اور کہا خدا

کی قسم میں جب بغداد آیا تو میرے پاس نانی کی کچھ رقم تھی میں نے اس وقت آپ کے متعلق دریافت کی تو کسی نے نہ بتلایا۔ میں برابر آپ کو تلاش کرتا رہا حتیٰ کہ جو رقم میرے پاس تھی سب خرچ ہو گئی۔ اور تین روز سے میرے پاس کھانا خریدنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ صرف وہ رقم تھی جو آپ کی امانت تھی جب موت سامنے نظر آنے لگی تو مجبوراً آپ کی امانت میں سے روٹی اور گوشت خرید لینا پڑا۔ اب آپ بھی بخوشی اسے کھائیے۔ یہ آپ ہی کا مال ہے۔ پہلے آپ میرے مہمان تھے اور اب میں آپ کا مہمان ہوں۔

میں نے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے بتایا کہ آپ کی والدہ محترمہ نے میرے ہاتھ آپ کے لیے آٹھ دینار (اشرفی) بھیجے ہیں۔ بحفاظت آپ کی امانت میں ان میں سے یہ گوشت سالن خریدا ہے باقی رقم موجود ہے مجبوری میں خرچ ہو گئی اس کی معافی کا خواستگار ہوں۔

یہ سن کر مجھے مسرت ہوئی جو کھانا بچ گیا تھا۔ وہ اسی کو دے دیا اور مزید خرچ کے لیے کچھ سونا بھی دے دیا۔ اس شخص نے ان کو قبول کر لیا اور چلا گیا۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ میرا ایک دکاندار سے معاملہ تھا۔ وہ روزانہ مجھے ایک روٹی کچھ ترکاری قرض دیتا تھا۔ جب اس کا قرض زیادہ ہو گیا تو مجھے پریشانی ہوئی۔ اس کی ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اس وقت غیب سے آواز آئی کہ تم فلاں جگہ پر جاؤ۔

میں اس مقام پر پہنچا تو سونے کا ٹکڑا مجھے ملا۔ جس سے دکاندار کا قرض ادا کر دیا۔

حضرت آپ نے بیان فرمایا مجھے طالب علمی کے زمانہ میں شغف و انہماک تھا یہاں تک کہ مجھ پر باطنی حالت طاری ہوتی۔ جب یہ حالت طاری ہوتی تو میں ان ویرانوں جنگل میں نکل جاتا تھا اور بے حواس پھرا کرتا تھا اور چیخیں مارتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ یہ حالت طاری ہو جاتی تھی اور بالکل بے حس و حرکت ہو جاتا تھا۔ بعض دفعہ لوگوں نے اس حالت میں مردہ جان کر کے غسل میت بھی دیا۔ ان حالات میں جب کبھی میں نے بغداد شہر چھوڑنے کا ارادہ کیا تو مجھے غیب سے آواز آئی شہر میں لوٹ جاؤ لوگوں کو تجھ سے فائدہ پہنچے گا۔

علامہ شعرانی نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے متعلق یوں فرماتے ہیں کہ مجھ پر ابتداء میں سختیاں بہت کی گئیں۔ اور جب انتہا کو پہنچ گئیں تو میں عاجز آکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔

فان مع العسر یسرا ان مع — بے شک سختی کے ساتھ آسانی ہے
العسر یسرا — اور بے شک سختی کے ساتھ آسانی ہے۔

اس آیت کی تلاوت کی برکت سے وہ ساری سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔

آپ کا اپنے متعلق ارشاد ہے کہ میں نے ابتداء میں بڑی بڑی سختیاں اٹھائی ہیں مگر کوئی سختی ایسی نہیں جس پر میں غالب نہ رہا ہوں۔ اس وقت میرا لباس ایک اونی جبہ تھا اور سر پر ایک چیتھڑا کپڑا اور میں برہنہ پا۔ برہنہ جسم خار دار جنگلوں میں پھرتا تھا اور جنگل کی سبزیاں اور خار دار گھاس و خاشاک سے جو نہر کے کنارے پر دستیاب ہو جاتی تھی اپنا پیٹ بھرتا تھا۔ جب تک مجھ پر باطنی کیفیات وارد نہ ہوتیں میں سختی سے سخت مجاہدات کرتا

رہا۔ اور جب باطنی کیفیات طاری ہو گئیں تو طبیعت کی حالت ہی دگرگوں ہو گئی۔

درس اور اخلاق

شیخ عبد القادر جیلانیؒ تیرہ علم میں درس دیتے رہے۔ مدرسہ میں ایک سبق علم تفسیر کا پڑھاتے تھے۔ اور علم حدیث، علم فقہ، علم مناظرہ، علم اخلاقیات۔ علم معقول و منقول میں آپ ایک ایک سبق پڑھاتے تھے۔

اوقات کی تقسیم اس طرح تھی کہ آپ صبح سے دوپہر تک اور تیسرے پہر سے شام تک تفسیر اور حدیث اور مذہب اور اخلاقیات اور اصول اور صرف و نحو پڑھاتے تھے۔ ظہر کے بعد آپ ہمیشہ قرآن مجید کو متعدد قراءت کے ساتھ تعلیم دیا کرتے تھے۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل دونوں مذاہب پر فتویٰ دیتے تھے فتویٰ نہایت محقق اور مکمل تحریر فرماتے تھے۔ جب آپ کے فتاویٰ علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تو وہ آپ کی تحریر و تحقیق پر متعجب ہو کر بے ساختہ فرماتے:

سبحان من انعم علیہ — پاک ہے وہ ذات جس نے آپ پر یہ انعام فرمایا۔

اس قدر عالیشان اور عالی مرتبہ ہونے کے باوجود اعلیٰ اخلاق سے متصف تھے۔ چھوٹے حقیر فقیر آدمیوں اور نوکروں غلاموں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے۔ ان کی خدمت کرتے تھے حتیٰ کہ ان

کے کپڑوں کی جوئیں تک ڈھونڈتے تھے۔

اور یہ سب اس لیے تھا کہ ابتدا میں راہ مولیٰ میں مشقت و محنت اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں پچیس سال پھرا ہوں۔ برہنہ پا، برہنہ بدن، نہ میں مخلوقات کو جانتا تھا اور نہ مخلوق مجھے جانتی تھی۔ اس زمانہ میں مردان غیب اور جنات میرے پاس آتے تھے۔ ان کو میں خدائے عز و جل کا راستہ بتاتا تھا۔ اور معرفت و حقیقت کی تعلیم دیتا تھا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب حق تعالیٰ کسی کو ایک حالت قائم فرما دے تو اس سے بہتر اعلیٰ کو اختیار نہ کرے۔ اور ادنیٰ حالت کو بھی کوئی بھی اختیار نہیں کرتا لیکن ولی کے اختیار سے اس لیے ہوتا کہ بعض وقت ولی کا طلب بھی خواہش نفسانی اور عجب و بڑائی کی وجہ سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے بعض مرتبہ پہلی حالت سے بھی گر جاتا ہے۔)

شیخ یوسف ابو زکریا عسقلانی حنبلیؒ نے شیخ محمد بن علی بن ادریس یعقوبیؒ سے شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ جیلانیؒ بہت عارف، زاہد، خلوت نشین رہنے والے، ہر وقت خشوع و خضوع سے رہنے والے، مجاہدہ ریاضت کرنے والے، اللہ اور رسول کے پابند، فقراء کے ساتھ بہت رہنے والے، نزدیک تھے اور صاحب حسب و نسب، بڑے مجتہد عالم اور بڑے فاضل متقی، پرہیزگار تھے۔ اپنے ہم عصروں پر فخر کرتے تھے۔ اہل حق کو دوست رکھتے تھے اور اہل باطل سے

بغض و عداوت رکھتے تھے۔ فاسق و فاجر لوگوں سے نفرت کرتے تھے اور صالحین کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ آپ صاحب حال اور صاحب المن تھے اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ اور احوال عالیہ رکھتے تھے۔ آپ کی تقریر شیریں ہوتی تھی اور آپ کا برتاؤ ہر ایک کے ساتھ اچھا تھا۔ دنیا والوں کے قلوب میں آپ کی عزت و وقعت تھی اور آپ کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ آپ کی خلوت و جلوت معمول یکساں بابرکت تھیں۔ آپ عام مسلمانوں کی نصیحت، خیر خواہی اور غمخواری میں مشغول رہتے تھے۔ آپ اپنے زمانے کے مشائخ کی تعظیم کرتے تھے اور ان کے مناقب عالیہ کا اعتراف کرتے تھے اور آپ خود بھی اپنے زمانہ کے اہل اللہ افضل مشائخ اور اکابر میں سے تھے۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے ان مخلص بندوں میں سے تھے جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پابند تھے جس کی وجہ سے حق تعالیٰ نے آپ کو عجیب عنایات اور انعامات سے سرفراز فرمایا تھا۔

امام ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ صاحب کرامات اور صاحب مقامات بزرگ تھے۔ عالم شباب میں بغداد میں آئے۔ قاضی ابو سعید مخرمی سے علم فقہ پڑھا اور شیخ ابوبکر بن احمد بن مظفر اور شیخ ابو غالب باقلانی اور شیخ ابو القاسم ابن بنان اور شیخ ابو محمد جعفر سراج اور شیخ ابو سعد بن خشیش اور شیخ ابو طالب بن یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ سے علم حدیث حاصل کیا۔

اور آپ سے شیخ ابو سعد سمعانی اور شیخ عمر بن علی قرشی اور آپ کے دو فرزند

صاحبزادوں سید عبدالرزاق اور عیسیٰ اور حافظ عبدالغنی اور شیخ موفق نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے علاوہ اور بہت علماء نے بھی آپ سے علم حدیث پڑھا ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے امام اور قطب تھے۔ اور آپ کے اس وقت کے شیخ الشیوخ ہونے میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔

وعظ و تذکیر کا عروج

علامہ عینی کی کتاب عقود الجمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر سنہ ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بغداد پہنچے اور محدثین کی ایک جماعت سے حدیث پڑھی اور علم فقہ شیخ ابو سعید مخرمی حنبلی سے پڑھا۔ انہوں نے بغداد میں مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ شیخ اس میں وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ زاہد صاحب حال، صاحب کشف و کشفات اور قلبی خطرات پر کلام کرنے والے بزرگ تھے۔

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اتفاقاً سامعین میں اس وقت ایک قسم کی سستی اور بے توجہی تھی۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دو شعر پڑھے۔

وسقني وحدي فما عودتني ٭ الى اشح بها على جلاسي

ظالم! شراب شوق تنہا مجھ کو نہ پلا۔ دوسروں کو بھی پلا۔ کیونکہ تو نے مجھ کو عادت میں یہ عادت کر دی ہے کہ میں اپنے ہمنشینوں کے ساتھ بخل کروں۔

انت الكريم ولا يليق تكرما ٭ ان يعبر الندماء دور الكاس

تو تنہا مجھ کو کریم ہے اور کریم کی شان کے یہ لائق نہیں ہے کہ میرے

جشیوں سے جام شوق کا اسرار یوں ہی گزند جائے انسان کو خبر ۔

یہ اشعار پڑھتے ہی سامعین و حاضرین پر ایک بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی اور شوق و معرفت کی آگ سینوں میں بھڑک کر اضطراب و بیقراری کی حالت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایک یا دو شخص فرط اضطراب سے اسی وقت واصل بحق ہو گئے۔

ابن رجب نے طبقات حنابلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور تمام خواص و عوام میں مشہور تھے۔ مقبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی۔ سب آپ کی صلاحیت و دیانت داری اور تقویٰ و پرہیزگاری کے معتقد تھے اور آپ کی باتوں اور آپ کے وعظوں سے نفع اٹھاتے تھے۔ جماعت اہل سنت کو آپ کے ظہور و وجود سے بہت نصرت و تقویت پہنچی۔ آپ کے اقوال و احوال، مکاشفات و کرامات مشہور ہوئے آپ اپنے زمانہ میں سب سے معظم شمار ہوتے تھے تمام مشائخ، علما، صوفیاء آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے آپ کے مناقب و کمالات بہت ہیں۔

امام شعرانی طبقات وسطیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی علما کا لباس پہنتے تھے اور چادر اوڑھتے تھے اور خچر پر سوار ہوتے تھے اور وعظ کے وقت بلند چوکی پر بیٹھتے تھے۔

ابن سمعانی کہتے ہیں کہ شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی امام حنابلہ۔ شیخ وقت فقیہ۔ صالح نیک تھے۔ ہر وقت یاد الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔ دائم الفکر تھے آپ پر گریہ طاری ہو جاتا تھا اور بہت جلد آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

یہی باطنی استغراق تھا جس نے ظاہری علوم سے حقیقی علوم کی جانب پھیر دیا تھا۔ چنانچہ شیخ عز الدین زاہد ولی اپنے شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "مجھے علم کلام اور اصول دین کا شوق ہوا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس بارہ میں شیخ عبد القادر جیلانی سے مشورہ کروں کہ یہ اشتغال میرے حق میں کیسا ہے۔ آخر اس خیال سے شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے اس سے کچھ کوئی بات کہوں۔ شیخ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شغل سامان قبر سے نہیں ہے۔ لعمری یہ شغل سامان قبر سے نہیں ہے۔"

شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں جب میں نے آپکی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیا۔

یہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اصل حقیقت کی جانب رہنمائی تھی۔ ورنہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی خود ان علوم میں یکتا روزگار تھے۔ چنانچہ ابن سمعان لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ علم اصول اور فروع اور علوم خلافیات کو خوب محنت سے حاصل کیا۔ اور حدیث کو شیوخ وقت سے سنا اور علم ادب ابو زکریا تبریزی سے پڑھا۔ اور وعظ فرمانا شروع کیا حتیٰ کہ آپ اسی میں مشہور ہو گئے۔ پھر آپ نے خلوت و ریاضت و مجاہدہ و سیاحت اختیار کی۔ راتوں کو جاگتے تھے۔ جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے تھے۔ اور شیخ حماد دباس کی مصاحبت اختیار کی اور ان سے علم طریقت حاصل کیا۔

غرض حق تعالیٰ نے آپ کو خلقت میں مشہور کیا اور خلقت کے دلوں میں
آپ کی مقبولیت پیدا کی پس آپ مسند وعظ پر ۵۲۱ھ سے بیٹھے اور اپنے
استاد شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تدریس اور فتویٰ کے واسطے بیٹھا
فرمایا اور اصول و فروع میں اکثر کتابیں تصنیف فرمائیں۔

صاحب مراۃ الجنان لکھتے ہیں کہ شیخ کا سکوت کلام کرنے کی بہ نسبت
زیادہ تھا۔ بیشتر آپ خطرات قلبی پر توجہ فرمایا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ
کی شہرت عام ہو گئی۔ دنیا میں سے [illegible] صالحین اور مسافرین اور علماء
کے لیے تھی اور [illegible] کے علاوہ آپ کی [illegible]
تھے۔ بغداد کے اکثر یہود نصاریٰ آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور بہت سے یہود و نصاریٰ
نے اسلام قبول کیا۔

کسی نے شیخ احمد رفاعیؒ سے آپ کا حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا
ایسے شخص ہیں کہ ان کی ایک جانب شریعت کا دریا تھا اور ایک جانب حقیقت
و معرفت کا دریا تھا جس طرف سے چاہتے تھے اپنے کو بھی سیراب کرتے تھے اور دوسرے
کو بھی سیراب کرتے تھے۔

آپ کے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ آپ نے چالیس سال تک صبح کی نماز
عشاء کے وضو سے پڑھی۔ ایام جوانی میں آپ اکثر تمام رات [illegible]
لے جاتے تھے پھر اپنے برج میں واپس تشریف لاتے [illegible]
کی [illegible] کے باوجود [illegible]
سے علوم شریعت کی تحصیل بھی کرتے رہتے تھے

جب آپ کو مرتبہ کمال حاصل ہو گیا تو شیخ ابو سعید مخزومیؒ حضرت خضر علیہ السلام
کے حکم کے مطابق آپ کو شہر بغداد میں لائے اور خلعت خلافت پہنایا اور اپنی
جگہ آپ کو بٹھا کر اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا

شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کا مدرسہ آپ کے
سپرد ہوا جس میں بیٹھ کر آپ نے درس و تدریس اور وعظ و تذکیر کا سلسلہ
شروع کیا اور مخلوق کو راہ حق کی رہنمائی فرمائی اور اپنے فیوض و برکات
اور کرامات و ہدایات۔ اسرار و حکم سے خاص و عام کو مستفیض فرمایا

شیخ طریقت کی علامات

شیخ عبدالرزاق نفس نجفی نے
آپ کے حالات میں لکھا
ہے آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے اور دعا کیا کرتے تھے

اذا لم یکن فی الشیخ خمس فواته
فلیس الا فدجال یقود الی الجهل
علیم باحکام الشریعة ظاهرا
و یبحث عن علم الحقیقة عن اهل
و یظهر للوراد بالبشر و القری
و یخضع للمسکین بالقول والفعل
فهذا هو الشیخ المعظم قدره
علیم باحکام الحرام من الحل

مهذب طلاب الطریق ونفسه

مهذبة من قبل ذو کرم کلی

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شیخ میں پانچ باتیں نہ ہوں تو وہ شیخ نہیں بلکہ دجال ہے جو جہالت کی طرف لے جاتا ہے۔

اول یہ کہ وہ ظاہر شریعت کا عالم ہو یعنی احکام شریعت سے واقف بھی ہو اور ان کا پابند بھی ہو۔

دوسرے یہ کہ علم حقیقت سے بخوبی واقف ہو اور اس کی اصل حقیقت سے آگاہ کر سکے۔

تیسرے یہ کہ جو لوگ اس کے پاس آئیں ان سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ملے اور ان کی میزبانی کرے۔ انہیں کھانا کھلائے۔

چوتھے یہ کہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ مہربانی اور ہر کام میں عاجزی اور انکساری سے پیش آئے۔ وہ ایسا شیخ ہے جس کا مرتبہ عظیم الشان ہے جو حلال اور حرام احکام سے واقف ہے۔

پانچویں یہ کہ طریق حقیقت کے طالبوں کی باطنی تہذیب و تربیت کرے اور خود اس کا نفس بھی پہلے سے مہذب اور تربیت یافتہ ہو۔ تمام بری عادتوں سے خالی ہو اور تمام اچھی عادتوں سے آراستہ ہو۔

یہ پانچ صفات ہیں جو شیخ کے لیے ضروری ہیں۔ جس میں یہ صفات موجود نہ ہوں وہ شیخ نہیں ہے۔ راہ حق دکھانے والا نہیں ہے بلکہ دجال کی طرح خلاف شریعت گمراہی کا راستہ بتانے والا ہے۔

عمل کشائش

ابوالفرج ابن جہار نے بیان کیا کہ سید شیخ محمد جہار قطبی نے بیان کیا ہے کہ جب شیخ عبد [illegible] پر کوئی مصیبت یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی [illegible] وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ نماز [illegible] درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔

[illegible] علیک الصلوٰۃ والسلام

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحایت کی طرف متوجہ ہو کر دل [illegible] یہ اشعار پڑھتے تھے

یا سیدی کن شفیعی وانت ذخیرتی
والظلم فی البلاد وانت نصیر لی
وعار علی راعی العمیٰ وھو فی الحمیٰ
لو ضاع فی البیداء بعیری

[illegible] کی کوئی [illegible] ہو سکتی ہے جب کہ آپ کا تعلق میرے لیے [illegible] دنیا میں [illegible] جاؤں تو جب کہ آپ [illegible] اور [illegible] یہ باعث عار ہے کہ اس کے [illegible] میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔

[illegible] پڑھتے تھے۔ آپ درود شریف کی کثرت کرتے تھے [illegible] سے آپ پر اللہ تعالیٰ اس مصیبت اور آفت کو دور فرما دیتا [illegible] مریدوں کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین

فرماتے تھے۔

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں شیخ عبدالقادر جیلانی کے ایک قصیدے کے ہیں۔

علامہ ابن نجار لکھتے ہیں کہ مجھے شیخ جبائی نے کہا کہ ایک مرتبہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھے فرمایا کہ میں نے فرائض عبادات کے بعد تمام نیک کاموں میں غور کیا تو محتاجوں اور جانوروں کو کھانا کھلانے اور ہر عام و خاص کے ساتھ اچھی طرح عمدہ اخلاق سے پیش آنے سے بہتر کسی کام کو نہیں پایا۔ اب مجھے یہی بات مرغوب و پسندیدہ ہے کہ اگر دنیا کی ساری دولت بھی میرے ہاتھ آجائے تو میں اس کو بھوکوں کو کھلا دوں اور محتاجوں پر خیرات کر دوں۔

اور آپ نے فرمایا میرے ہاتھ میں روپیہ نہیں ٹھہرتا۔ اگر صبح ہزار دینار بھی مجھے ملیں تو شام سے پہلے خرچ کر دوں اور فقراء پر تقسیم کر دوں۔

فقیر بزرگ کی حقیقت

آپ سے کسی نے فقیر کی حقیقت دریافت کی تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ لفظ فقیر کے چار حرف ہیں۔ ف۔ ق۔ ی۔ ر

فا ۔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو اور اپنی تعریف و توصیف کے خیال سے بالکل فارغ اور خالی ہو۔ نہ تعریف [illegible] جو اور نہ دوسروں سے اپنی تعریف کا خواہاں اور جویاں ہو۔

قاف ۔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قوت قلب اپنے محبوب کے ساتھ دل جمعی سے وابستہ ہو اور اسی کی رضا پر قائم ہو۔

یا ۔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے یرجو [illegible] یخاف وعید

مشکوٰۃ ہے یعنی اپنے پروردگار سے اپنی امید وابستہ رکھے اور اسی کا دل میں خوف و خشیت رکھے اور تقویٰ و پرہیزگاری پر اسی طرح قائم رہے جو اس کی شان کے شایان ہے۔

را ۔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے قلب میں رقت و صفائی ہو اور اپنی شہوات و خواہشات اور دل [illegible] سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے بچا جائے وہی فقیر بزرگ ہے۔

پھر آپ نے فرمایا درویش کے لائق یہ ہے کہ فکر حقیقی غالب رہے۔ [illegible] ہے۔ خورش معاشی اختیار کرے۔ اور ہر کام میں لطف اللہ [illegible] طرف متوجہ رہنے میں غفلت نہ کرے۔ حق تعالیٰ سے اس کی ذات کے سوا کسی چیز کا خواہاں نہ ہو۔ درستی اور سچائی کے سوا کوئی دوسرا طریق اختیار نہ کرے۔ مقدار حال جو ملے ہو۔ اپنے کو سب سے زیادہ ذلیل و خوار سمجھے۔ [illegible] استقبال بطور تعظیم ہو۔ غافلوں کو نصیحت کرے۔ جاہلوں کو [illegible] جو اس کو ایذا پہنچائے اس کی ایذا سے درگزر کرے [illegible] بہت خوب عطا و بخشش کرے۔ کسی کو ایذا اور تکلیف نہ دے۔ محرمات شرعیہ سے بچے۔ حرام اور مکروہ سے احتراز کرے۔ شہوات و خواہشات نفس سے دور رہے۔ [illegible] کے ساتھ آپ [illegible] شفقت و مہربانی کرے۔ نفس کو اور [illegible] ایذا رسانی سے [illegible] دل [illegible] اور فکر حقیقی میں مشغول رہے۔ فقر و [illegible] میں مصروف رہے۔ [illegible]

اور مصیبتوں پر صبر اختیار کرے۔ وہ اسی پر رضا ہے۔ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار رہے۔ کم بات کرے۔ اور کثرت سے نفل نمازیں پڑھے اور نفل روزے رکھے۔ جب کوئی اس پر ظلم کرے یا جہالت و نادانی سے پیش آئے تو اس کے ساتھ نرمی اور بردباری سے پیش آئے۔ اگر کوئی برائی پہنچائے تو اس کے ساتھ بھلائی کرے۔ کسی کی پوشیدہ بات جو اتفاق سے معلوم ہو جائے ظاہر نہ کرے۔ کسی کی پردہ دری نہ کرے۔ افسردہ خاطر رہے۔ شوق الٰہی ہو کیونکہ آپ نے عشق الٰہی کی آگ ہر دم سینے میں شعلہ زن رہے۔ مجلس پسند نہ ہو۔ حسد اور غیبت اور جھوٹ اور افتراء سے گریز کرے۔ جنت والے اسی دل آزاری سے دور رہے۔ آپ کے تمام حرکات و سکنات میں حسن ادب ہو۔ طالب مولا کے لیے مہمانوں کی خاطر داری کرے اور ہر کس و ناکس کو اپنے ساتھ کھانا کھلائے۔ اس کے بعد بھی اس سے راضی ہو۔ اور مہربانی زبان پر رکھے۔ کسی کی غیبت اور بدگوئی نہ کرے۔ اس کی ہر بات سنجیدہ ہو۔ اور اس کی تمام حرکات پسندیدہ ہوں کہ جن سے مکاشفات ہو۔ آخرت کی فکر اس پر غالب ہو۔ جس میں یہ اوصاف پائے جائیں وہی مرد درویش اور بزرگ اور خدا رسیدہ ہے۔

وعظ و تذکیر کا اصل محرک

جہاں نقل کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے ایک

واقعہ بیان فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے جن کو شیخ یوسف ہمدانی کہتے ہیں۔ لوگ ان کو قطب سمجھتے تھے اور ایسا فرماتے ہیں

جب میں نے سنا تو میں بھی ان کی ملاقات کے لیے رباط گیا وہ رباط میں موجود تھے۔ کسی نے مجھے بتایا کہ وہ نیچے تہ خانہ میں ہیں۔ میں ان سے ملنے کے لیے وہیں چلا گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا۔ اور میرا سارا حال خود ہی ذکر کر دیا جو میری مشکلات تھیں وہ سب حل ہو گئیں۔

پھر مجھے فرمایا۔ عبدالقادر تم لوگوں کو نصیحت کیا کرو اور وعظ کہا کرو۔ میں نے کہا۔ میں عجمی شخص ہوں۔ بغداد کے فصیح لوگوں کے سامنے وعظ کیا کہوں۔ انہوں نے فرمایا تم نے قرآن مجید حفظ کیا ہے۔ اور علم فقہ، اصول فقہ، تفسیر حدیث، لغت، صرف، نحو تمام علوم حاصل کیے ہیں کیا اب بھی تمہارا منصب نہیں ہے کہ تم لوگوں کو وعظ سناؤ۔ جاؤ منبر پر بیٹھو اور وعظ بیان کرو۔ مجھے تمہارے اندر درخت کمال کی جڑیں دکھائی دے رہی ہیں۔ عنقریب وہ بار آور درخت ہو جائے گا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

پھر وعظ و تذکیر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور وہ درخت نمودار ہو گیا جس کے پھل دنیا نے کھائے۔ اور ہر ملک و گوشہ میں پہنچے اور پہنچ رہے ہیں۔

کتاب بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی وعظ میں انواع علوم سے کلام کرتے تھے۔ علمی نکات و اسرار بیان فرماتے تھے۔ اور جس وقت آپ تخت پر وعظ کے لیے بیٹھتے تھے تو فرط ادب کی وجہ سے نہ کوئی شخص کھانستا تھا نہ کھنکارتا تھا۔ نہ ناک صاف کرتا تھا نہ باتیں کرتا تھا۔ آپ کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے سب خاموش بیٹھے رہتے تھے۔

اور جب آپ وعظ کرتے کرتے یعنی القال وعظ بالحال یعنی کلام کا وقت گزر گیا۔ اب ہم حال اور کیفیت باطن سے وعظ کرتے ہیں فرما کر ایک دم خاموش ہو جاتے تو لوگوں میں اضطراب بے قراری شروع ہو جاتی تھی اور حاضرین پر ایک وجد و بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی

یہ آپ کی ایک کرامت تھی کہ مخلوق کے کثرت ہجوم کے باوجود جس طرح آپ کی آواز نزدیک والے سنتے تھے اسی طرح دور والے بھی سنتے تھے کوئی فرق نہ تھا۔ دوسری کرامت آپ کی یہ تھی کہ آپ لوگوں کے قلبی خطرات کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے اور جوابات مرحمت فرماتے رہتے اور لوگوں کے اندرونی شکوک و شبہات کو کشف قلبی کے ذریعہ معلوم کر کے دور فرماتے تھے۔

جب آپ تخت پر کھڑے ہوتے تھے اس وقت آپ پر صفت جلال نمایاں ہوتی تھی۔ آپ کے وعظ میں مردان غیب بھی شریک ہوتے تھے۔ جن کو آنکھوں سے تو نہ دیکھتے تھے لیکن ہاتھوں سے چھوتے تھے۔ جب فضا آسمان میں حرکت محسوس ہوتی تھی۔ تو اس سے مردان غیب اور جنات کی آمد کا حال معلوم ہو جاتا تھا۔

امام شعرانی طبقات وسطی میں تحریر فرماتے ہیں کہ وعظ میں آپ یہ کلمات بہت فرمایا کرتے تھے۔

اتبعوا ولا تبتدعوا و	تم لوگ قرآن و حدیث کا اتباع کرو
اطیعوا ولا تمرقوا و	بدعات سے بچو۔ خدا اور

اصبروا ولا تجزعوا و	رسول کی اطاعت کرو اور سرکشی نہ
انتظروا الفرج ولا	کرو۔ صبر کرو۔ بے صبری مت
تیأسوا واجتمعوا علی	کرو۔ کشائش کا انتظار کرو۔
الذکر ولا تفرقوا	ناامید مت ہو۔ ذکر الٰہی پر مجتمع ہو
وتطہروا بالتوبۃ من	اور باہم تفرقہ مت ڈالو۔ گناہوں
الذنوب ولا تتلطخوا	سے توبہ و استغفار کے ساتھ پاک
بہا ولا تبرحوا من باب مولاکم فلا	ہو جاؤ۔ ان میں آلودہ مت ہو
تبرحوا	اور اپنے مولا کے دروازہ سے مت
	ہٹو۔

یہ کثرت سے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ :

"تم لوگ اپنے دلوں کے دروازوں کے دربان بنو۔ جس چیز کو خدا تعالیٰ [illegible]

[illegible] اور کسی حال اور مقام پر

[illegible] قائم ہی رہو گے کیونکہ ہر روز اس کی نئی شان

ہے [illegible] ہر روز وہ نئی شان میں ہے۔ تغیر و تبدل

[illegible] کے ہاتھ میں ہے [illegible] دلوں کو پھیرنے والا ہے خیال اور عزم

[illegible] نہیں چھوڑتا۔ لہٰذا تم اپنے باطنی حال سے کسی کو آگاہ نہ کرو ممکن ہے آئندہ

[illegible] ہے۔ اور حالات میں تغیر آ جائے بلکہ تم ہر وقت حق تعالیٰ

[illegible] ہو اگر تمہارا حال قائم ہے تو حق تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ تمہارا

واسطے خاص عطاء خداوندی ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی منفعت کی سعی اور دفع مضرت کی فکر میں نہ پڑو کیونکہ اگر کوئی نعمت و منفعت تمہارے مقدر میں ہے تو وہ تمہیں ضرور ملے گی ورنہ نہیں۔ اور اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو اس کو حق کے سپرد کرے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ مشکل میں اگر ایک دن کا بھی رزق موجود ہو تو رزاق کی شکایت مت کرو ورنہ غضب الٰہی نازل ہوگا۔ عافیت و نعمت حق زائل ہو جائے گی اور کفران نعمت کی وجہ سے عذاب میں تنگی ہوگی۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے اہل حق اور حق مجالس میں شریک ہونے کے وہی لوگ اہل ہیں جو گناہوں کی گندگی سے پاک و صاف ہو کر آئیں۔ اور خود باطنی کا دروازہ اس پر کھلا ہو۔ جو خواہش نفسانی سے علیحدہ ہو۔ جب کہ آدمی گناہوں سے باز نہیں رہتے اور توبہ نہیں کرتے تو بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں تاکہ ان کا کفارہ ہو جائے۔ بخل کی وجہ سے ان کے مال و بچوں پر کوئی مصیبت و آفت آتی ہے۔ بعض اوقات ان کو ان کے گناہوں سے لوگوں کو پاک صاف کرنا منظور ہوتا ہے تاکہ وہ قرب خداوندی کے لائق ہو جائیں خواہ ان کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے۔ اہل ولایت کبریٰ کے لیے وہ خصوصی مقام ہے کہ وہ بارگاہ احدیت کی طرف متوجہ رہیں اور مناجات الٰہی سے لطف

نہ ہو۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی پر ظلم نہ کرو۔ اگرچہ وہ کسی بدگمانی کی وجہ سے ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کا ظلم نہ چل سکے گا اور ظالم کو ضرور سزا ملے گی۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی سے محبت و اعتقاد یا نفرت و عداوت؛ جو محبت ہو تو اس کے اعمال و افعال کو قرآن و حدیث پر پرکھ لو۔ ورنہ محبت و عداوت خواہش نفسانی کی وجہ سے ہوگی۔ محض بدگمانی یا کسی کے کہنے کی وجہ سے کسی سے نفرت کرنا اور بے تعلقی اختیار کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

کاملین کو تاکید

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندہ کی طرف جو صاحب معرفت بھی ہو اپنے لطف و کرم کی وجہ سے متوجہ ہوتا ہے تو اس کے قلب میں اپنی رحمت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اور اپنے خصوصی انعام و احسان سے سرفراز فرماتا ہے جس کی وجہ سے اس کو وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خطرہ گزرا اور نہ تصور انسانی میں آئیں۔

ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔

غرض اس وقت بندہ مومن پر غیب کی باتیں اور مقام قرب الٰہی کے خاص احوال اور علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اس کو بشارتیں دی جاتی ہیں اور

اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور دیگر خاص اسرار جو خاص خاص مقربین بارگاہ کو عطا ہوتے ہیں اور انعامات کا ظہور اہلِ باطن کا یقین کے ساتھ تعویض ہی اہلِ معرفت کو عطا ہوتے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی مومن بندۂ کامل کے تغیرِ حال کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ اس کو انواع و اقسام کی بلاؤں اور طرح طرح کی آزمائشوں، مصیبتوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اس کے نفس اور اہل و اولاد اور عزیز و اقارب میں مختلف قسم کی تکالیف اور صعوبات پہنچتی ہیں جن پر وہ صبر کرتا ہے لیکن بعض اوقات اس کے قلب میں فتور آنے لگتا ہے۔ حیران ہو کر جب اپنے ظاہر حال کو دیکھتا ہے تو خراب و خستہ پاتا ہے کیونکہ مصائب میں مبتلا ہے اور جب باطن پر نظر کرتا ہے تو اضطراب ہے۔ ناشکری فراوانی کی وجہ سے خیالات قلبی میں تغیر نظر آتا ہے اور مایوسی کی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ گویا حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب سے ان مصائب کا دفعیہ ہو تا اجابت دعا کی امید نہیں اور اگر کسی سے سوال اور التجا کی جائے تو کام نہیں چلتا اور اگر رخصت شرعی پر عمل کرے تو محبتِ خداوندی کا اندیشہ ہے۔ غرض جب حیرانی اور کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ایسی حالت میں وہ انتہائی تنگی میں پڑ جاتا ہے اور جاذب اور حزنیہ کا سامنا رہتا ہے مگر پھر وہ ہدایتِ خداوندی کا اس لیے وہ سب تنگیاں جھیلتا ہے اور شرعی خصوصیت پر عمل نہیں کرتا جس کی وجہ سے اس کی بشری خواہشیں اور نفسانی باتیں سب دور ہو جاتی ہیں اور صرف روحانی انوار باقی رہ جاتے ہیں۔ پھر وہ قلب

حقیقی کو لازم ہے اور کفش برجائے خود اطمینان بارد و شراب (و پانی چیز ہے جو پیاسا کو آب سرد مل ان پینے کے واسطے ہے)

مقصد یہ کہ اب وہ فکر و طاعت سے پاک و صاف ہو گیا۔ اپنی پیاس جو اس کو محبوب ہو۔ چاہے سیر ہو کر پی۔ پھر حق تعالیٰ اس پر وہ عالی اطمینانی حالت طاری فرما دیتے ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ ترقی عطا فرماتے ہیں اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ خود محبت باطن اور حقیقی درجات کے کفیل بن جاتے ہیں۔

بندے سے دل تنگ ہو تبھی اپنی مشغولی باطن پر جو اس وقت موجود ہے [illegible] ہونا چاہئے کیونکہ ابھی دوسرا باب رہا ہے اور بہت آفات سامنے ہیں۔ حضرت پیغمبر [illegible] نے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے کوئی چیز طلب کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے غافل ہے۔ مرتبہ حق کی معرفت سے نا آشنا ہے۔ دوسروں کے سوال سے وہی شخص بچ سکتا ہے جو معرفت خداوندی سے آشنا ہوتا ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کی بہو جاجو قبول نہیں ہوتی یہ بھی حق تعالیٰ کی رحمت ہے تاکہ وہ اس اجابتِ دعا پر مغرور نہ ہو جائے اور عبادت سے غافل نہ ہو جائے۔

نیز جس طرح بندہ حق تعالیٰ کی نہیں سنتا اور اس کی نافرمانی کرتا ہے اسی طرح اس کے لیے حق تعالیٰ بھی اس کی دعا کو نہیں سنتے اور اس کو قبولیت نہیں بخشتے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ کو جو ابتلا محبتِ الٰہی کی وجہ سے ہوتا

ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو بلا و مصیبت پر صبر و قرار نہیں آتا اور گھبرا کر مخلوق سے شکایت کرتا ہے۔ اور جو ابتلا کفارہ گناہ کے لیے ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ بندہ مصیبت پر صبر کرتا ہے لوگوں سے اس کی شکایت نہیں کرتا اور اوامر خداوندی کی بجا آوری اور منہیات سے بچنے میں کاہلی اور سستی نہیں کرتا۔ اور جو ابتلا رفع درجات کے لیے ہوتا ہے۔ اس کی علامت ہے رضا، قضا اور اطمینان خاطر اور سکون قلب۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک بندہ کے دل میں اس چیز کی خواہش ہے جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں تو اس وقت تک وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بندہ ہے بلکہ عبد الهوٰی شمار کیا جاتا ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے جب نفس کو ریاضات اور مجاہدات سے مار دیا جاتا ہے تو وہ زندہ ہوتا ہے اور جب نفس کی خاطر کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اس کو ممنوع چیزوں سے باز نہیں رکھتا اس کی خواہش کے مطابق چلتا ہے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کے معنی میں ارشاد نبوی ہے۔

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر۔ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔

چھوٹے جہاد سے مراد کفار و مشرکین کے ساتھ جنگ و قتال ہے اور بڑے جہاد سے مراد اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے نفس کو مارنا ہی جہاد اکبر ہے۔

پھر آپ فرمایا کرتے تھے خوف خدا جو مومن کامل کو حاصل ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ حلال روزی کی تفتیش اور تلاش میں رہتا ہے قسمت پر بھروسہ کر کے نہیں بیٹھتا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی طلب رزق [illegible] سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے المؤمن [illegible] فتی لطاف یعنی مومن حلال و حرام کی تحقیق و تفتیش سے روزی [illegible] ہے اور منافق آدمی ڈھنگ لپیٹ سے کام کرتا ہے اور حلال و حرام [illegible] نہیں کرتا

صفاتِ خداوندی کی توضیح

حق سبحانہ و تعالیٰ کی صفات کی توضیح میں آپ نے [illegible]

خدا تعالیٰ غایت بلندی کے باوجود بندوں سے قریب ہے۔ اور اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے اور اپنے علم میں سب چیزوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اس کے کلمات تام اور رحمت عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو لوگ اس کے برابر دوسرے کو جانتے ہیں وہ جھوٹے ہیں [illegible] نے کسی کو اس کا شریک کیا۔ اور اس کے مثل و نظیر کا اعتقاد رکھا [illegible] کسی کو [illegible] یا وہ جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا ہے کہ [illegible] شریک نہیں [illegible] باقی ہے۔ رحم کرنے والا ہے۔ [illegible] حکمت والا ہے۔ نہ اس سے کوئی [illegible] اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر و برابر ہے۔ اور نہ

کوئی نظیر یا شریک یا مشابہ نہیں ہے۔ وہ جسم اور جوہر اور عرض اور ترکیب اور تبعیض اور کیف اور کم (مقدار) اور آلات سے پاک ہے۔ حواس کی حس نہیں ہو سکتی ہے۔ اور وہ تاریکی اور روشنی سے تاریکی کے بعد جو پاک ہے کیونکہ وہ خود ابدی نور ہے۔ سب چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں جس حال میں بھی ہوں اس کو سب علم ہے۔ وہ زبردست یکتا ہے۔ ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ ازلی ابدی ہے۔ قائم رہنے والا ہے۔ زندہ رہنے والا ہے جس کے لیے موت نہیں۔ عظمت و جبروت والا ہے۔ اور حکمت والا ہے۔ اس کے لیے کبھی فنا نہیں ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا علم اور قدرت اور جلال کو زوال نہیں ہے۔ وہ فہم و ادراک سے بالا ہے۔ اور قیاس و تشبیہ سے پاک ہے۔ عقول اور اذہان کی رسائی سے دور ہے۔ وہم و خیال کی پرواز سے بالاتر ہے۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

تمام مخلوقات کی ہستی اسی سے ہے۔ وہی سب کا خالق اور رازق ہے سب چیزیں اس کی قدرت اور اس کی حکمت پر دلیل و برہان ہیں۔ خدا تعالیٰ کی وہ شان کبریائی ہے کہ وہ دوسروں کو کھلاتا ہے اور آپ نہیں کھاتا۔ اس نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ نہ کسی ذاتی نفع کے حصول کے لیے اور نہ کسی ذاتی نقصان کو دفع کرنے کے لیے اور نہ کسی کی خواہش تھی جس کو پورا کرنا تھا۔ نہ کسی فکر اور فکر لاحق تھا۔ بلکہ محض اپنے ارادہ سے اپنی قدرت کا اظہار اور حکمت عامہ سے کی۔

علامت کو وجود بخشا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

فعال لما یرید — کرنیوالا ہے جو وہ ارادہ فرماتا ہے۔

بیتش آمد در انداز وجود — ما بجوئیم و افتادیم بجود

خدا تعالیٰ منکرات کو دفع کرنے اور حوادث سے امن دینے۔ احوال کو تغیر دینے اور افعال کو تبدیل کرنے اور اعیان و ذوات کو الٹ پلٹ کرنے اور آسمان، چاند و سورج اور ستاروں کو حرکت دینے اور تمام حالات تغیرات اور قلبی کیفیات اور حواس ظاہرہ و باطنہ کے ردوبدل میں منفرد و یکتا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کل یوم ھو فی شان (ہر دن وہ ظاہری شان میں ہے) خدا تعالیٰ نے جو مقدر فرمایا ہے اس میں سے ہر چیز کو وہ اپنے وقت پر ظاہر کرتا ہے۔ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا مددگار نہیں جو اس کی حکومت میں شریک ہو۔ نہ کسی کا اس پر زور ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف اس سے کام لے۔ اس قسم کے اعتقادات سب باطل ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں کرتا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی عطا و کبریائی نے اہل عقل کی عقلوں کو اس کی ذات و صفات کی حقیقت کی معرفت سے پوشیدہ کر رکھا ہے اور ان کی نگاہوں کو انوار قدسیہ کی شعاعوں نے ادراک حقیقت سے خیرہ کر رکھا ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا مسلک

امام شعرانیؒ نے طبقات میں لکھا

ہے کہ شیخ علی ابن الہیتی، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا حال بیان کرتے تھے کہ آپ نفس لطیف سخی اور رضا بر رضاء الٰہی میں ثابت قدم تھے سب کاموں کو حق تعالیٰ کے سپرد کرتے تھے اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے تھے اور رضائے الٰہی پر راضی رہتے تھے۔ آپ کا طریقہ تجرید توحید اور توحید تفرید تھا۔ مقام وحدت کے غلبہ کے باوجود موقف عبودیت سے بکثرت محافظہ کرتے تھے۔

اور شیخ عدی بن مسافرؒ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا طریقہ تھا۔

تقدیرات الٰہیہ کے تحت رہنا اور اس پر دل سے خوش رہنا اور روحانی موافقت اور ظاہر و باطن کا اتحاد۔

شیخ بقا ابن بطوؒ کہتے ہیں کہ آپ کا طریقہ تھا کہ آپ اخلاص قول و فعل اور اخلاص اور تسلیم و رضا اور کتاب و سنت کی موافقت کو ہر لحظہ اپنے تمام حالات اور ارادات سے مقدم رکھتے تھے۔

اور شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ کسی شخص نے آپ سے حسن خلق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا حسن خلق یہ ہے کہ معرفت الٰہی کے حصول کے بعد ایسی عادت بنا جائے کہ خلقت کا تجھ پر ظلم تیرے دل کو رنجیدہ نہ بنا سکے اور کسی کی سختی اور درشتی کے ملال کا اثر طبیعت پر نہ رکھنے اور اپنے نفس و عیب دار کہہ کر سب سے حقیر و ذلیل جانے اور مخلوق کو شرف ایمان اور دیگر فضائل اسلامی کی وجہ سے ممتاز جان کر معظم و محترم جانے اور ہر ایک کی عظمت و فضیلت کا دل سے اعتراف کرے۔

حضرت آپ سے کسی نے بقا کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ فنا [illegible] کے بغیر مشہور نہیں اور بقا ہے [illegible] جو تیرے [illegible] جو تجھے رب کریم تک نہیں پہنچنے دیتا [illegible] خلقت سے تو اپنے نفس کو نہ دیکھے گا اور جب تک [illegible] تجھ کو اپنے رب کریم کو نہ پائے گا

کتاب و سنت کا اتباع

آپ نے کتاب فتوح الغیب میں تحریر فرمایا ہے کہ

اے طالب تو کتاب اور سنت کو اپنا پیشوا بنا اور ان کے موافق عمل کر [illegible]

یہی سب طریق نجات اور صلاح و فلاح کا کتاب و سنت کا اتباع اور اللہ [illegible] رسول کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری ہے جو بندگی اور [illegible] معصوم ہے۔ ائمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین اور علمائے عاملین [illegible] واسطے اور زندگی میں جو کتاب و سنت کے راستے پر چلاتے [illegible] احکام بتاتے ہیں۔

[illegible] نے فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ

اے محمد! تم ایمان والوں سے
کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے تعلق رکھتے
ہو تو میرا اتباع کرو تاکہ اللہ تعالیٰ

بھی آپ بہت پسند فرماتے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طریق یہ ہے کہ قول اور فعل دونوں میں آپ کا اتباع کرے۔ لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسب کرنا میری سنت ہے اور توکل کرنا میری حالت ہے۔ پس آپ کی سنت پر عمل کرنے کے لیے اکتساب اور طلب معاش میں کوشش کرے اس کے بغیر ایمان درست نہیں اور اگر ایمان قوی ہے تو توکل اختیار کرے۔ اور یہ بلند حالت ہے مگر یہ اللہ [illegible] اہل لوگوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فعلی اللہ فتوکلو ا	بس اللہ پر بھروسہ رکھو

اور فرمایا ہے،

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ	اور جو شخص بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو اللہ اس کے لیے کافی ہے

اور فرمایا ہے

ان اللہ یحب المتوکلین	بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے

غرض توکل اختیار کرنے کی تاکید ہے [illegible] تمام [illegible] جو [illegible] اور عوام دونوں کے لیے [illegible] کسب اختیار کریں اور [illegible] کے بعد توکل اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اپنے [illegible] پر بھروسہ نہ رکھیں۔

اگرچہ وہ لوگ جو اسباب کے بغیر محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ رکھیں [illegible] اور صاحب سلوک ہیں وہ بلاشک اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں۔

اور آپ نے فرمایا جو شخص دنیا اور آخرت میں سلامتی کا خواہشمند ہے [illegible] صبر کرے اور [illegible] رضائے الٰہی پر راضی رہے شکوہ و شکایت سے احتراز کرے یعنی اپنی مصیبت اور تکلیف کو مخلوق کے سامنے بیان نہ کرے بلکہ اپنی تمام حاجات اور ضروریات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرے۔

[illegible] دوسروں کو نفع پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے اگرچہ [illegible] کسی کی مدد سے [illegible] نہیں سکتا۔ مگر شاید یہ مدد کرنا بھی اس تقدیر [illegible] تقدیر میں یہ لکھا ہو کہ فلاں شخص کی مدد اور اعانت سے یہ کام ہو جائے اور یہ مشکل حل ہو جائے۔ [illegible] کی یہ مدد و اعانت بھی تقدیر ہی سے ہے۔

سلسلۂ خلافت و مسند نشینی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو خلعت خلافت اور مسند ارشاد [illegible] حضرت شیخ [illegible] حضرت شیخ ابو سعید علی بن مبارک مخزومی [illegible] دونوں [illegible] سے [illegible] حالات میں [illegible] شیخ [illegible] کو خلعت خلافت شیخ [illegible] ابو [illegible] ماموں [illegible] سے حاصل تھی جو سلسلہ [illegible] کے نام سے [illegible] ہے۔ اور شیخ ابو سعید علی بن مبارک مخزومی کی [illegible]
[illegible]

شیخ ابوسعید مخزومی از شیخ ابوالحسن علی ابن یوسف قرشی از شیخ ابوالفرح طرطوسی از شیخ امام ابوالفضل عبد الواحد تمیمی از شیخ اکمل شیخ ابوبکر شبلی از شیخ الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ ابو محفوظ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ حضرت حسن بصری از امیر المؤمنین علی بن ابی طالب از سید کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی اتباعہ وسلم۔

ایک دوسرا طریق سند حضرت معروف کرخی کے بعد اس طرح ہے:

حضرت معروف کرخی از شیخ سید علی ابن موسیٰ رضا از امام موسیٰ کاظم از امام جعفر صادق از امام محمد باقر از امام زین العابدین علی از امام سید حسین بن علی از امیر المؤمنین علی بن ابی طالب از سید کائنات رسول الثقلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وبارک وسلم۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی ایک سند اجازت اپنے اجداد کے واسطہ سے بھی ملی ہے جس کا سلسلہ اس طرح ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی از سید شاہ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست از شاہ ولی عبد اللہ زاہدی از شاہ یحییٰ ورشی از سید شاہ داؤد سیف اللہ رومی از سید شاہ داؤد سیف اللہ رومی از شاہ سید حسن مثنیٰ بن امام حسن از امام حسن از امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

خلفاء ومجازین

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے یہ ارشاد وتلقین کا سلسلہ جن بزرگوں سے جاری ہوا ان میں چند اسمائے گرامی یہ ہیں، جن کو واسطی نے آپ کے خصوص صحاب میں لکھا ہے:

شیخ ابو محمد حسن بن عبد الکریم فاسی۔ شیخ احمد بن صالح بن جبیل شافعی۔ شیخ سلطان بن محمد اسکندرانی۔ شیخ احمد بن سعد وسیب بغدادی۔ شیخ ابوبکر حسنی۔ شیخ ابو الحسن علی شہور با ابن النجار انصاری رضی اللہ عنہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ چند نام واسطی نے لکھے ہیں، ان کے علاوہ بھی مشائخ طریقت ہیں جن سے سلسلہ قادریہ کے ارشاد وتلقین کا فیض جاری رہا ہے۔

چنانچہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے اپنے سلسلہ قادریہ میں سید عبد الرزاق کا ذکر کیا ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے اپنے سلسلہ قادریہ میں شیخ شمس الدین صحرائی اور سید عبد الرزاق دونوں بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔

اس حقیر وفقیر سراپا تقصیر کو بارگاہ قادریہ سے سلسلہ فیض حاصل ہے جو اس طرح ہے:

محمد احتشام الحسن از مرشدی شاہ محمد الیاس کاندھلوی از مرشدی شیخ خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنی از حضرت شیخ مولانا رشید احمد محدث گنگوہی از شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی از میاں جی نور محمد جھنجھانوی از

حاجی عبد الرحیم شہید ولایتی از سید قمر علی شاہ از سید عبد الرزاق از سید عبد
الغنی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاہ محمد از سید قیس اعظم از سید
الیاس مغربی از سید عبد الحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی از سید
عبد القادر قدسی از سید عبد الوہاب از سید موسیٰ ثانی از سید ... از غوث الثقلین
شیخ عبد القادر جیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً ابداً سرمداً۔

نیز حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا سلسلہ سند
اس طرح ہے۔

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی از حضرت
میاں جی نور محمد جھنجھانوی از شیخ حاجی شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی از شاہ عبد الباری
امروہی از شاہ عبد الہادی امروہی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکی از شاہ
محمدی از شیخ محب اللہ الٰہ آبادی از شیخ ابو سعید گنگوہی از شیخ نظام الدین بلخی
از شیخ جلال الدین تھانیسری از شیخ عبد القدوس گنگوہی از شیخ درویش محمد بن
قاسم اودھی از سید بڈھن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از مخدوم جہانیاں جہاں
گشت سید جلال الدین بخاری از شیخ حمید الدین ... از شیخ ... الفاتح
از شیخ ابو السلام ... از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین
علی ... از شیخ شمس الدین ... از امام الاولیاء سید عبد القادر جیلانی
رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اس خلیفہ ... کو شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر
مکی کے خلیفہ حضرت مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی اور حضرت

مولانا محمد شفیع الدین صاحب مہاجر مکی سے بھی اجازت بیعت حاصل ہے
... روحانی تعلق ہی اس امر کا محرک ہوا کہ غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی
... حالات اور صحیح تعلیمات دوستوں تک پہنچاؤں اور لوگوں میں پھیلاؤں
... ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سوانح کا مختصر خلاصہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام الاولیاء
غوث اعظم حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کا ایک قصیدہ
میں مختصراً بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

زہے سلطان آغاز ... شاہ جیلانی
... لباس اعظم ثانی
... کہ غوثیت مدام او مسلم شد
... کہ قطبیت مراد است از ذاتی
ابو صالح صلاح آثار امام والد ... آمد
بعصمت فاطمہ امش کہ بودہ رابعہ ثانی
خطاب او محی الدین عبد القادر اسم او
شدہ قادر کہ احیا کرد این دین مسلمانی

سیادت انتساب است او از نسب نامہ
حسن از جانب والد حسین از جانب ثانی
ز قاضی بوسعید آمد مبارک خرقہ اش الحق
کرامت ہای مبارک خواند خاتم من تحسین ثانی
ہر آن کشف و کرامت کہ بود آن شاہ جیلان را
ز حد تحریر بیرون گشتہ تفسیر لسانی
ز دہ سالش بیان آن بود تفصیلش زمن بشنو
چو ہژدہ سالہ از جیلان بہ بغداد آمدہ دانی
پئے تحصیل علم وقت سال اند ہفتاد آمد
پرست ہر دو سالش افتاد از خلق پنہانی
چہل سالہ بہ صورت موعظت خواندن گرفتہ
حساب ایشان بود کم من آن سال
جمال پانصد و شصت آن شاہ شاہان
روان سوی جنان گشت گزشت از عالم فانی
کمالاتش ز حد بیرون خواندن آنچہ شمارہ افزون
بہ علم و ہم صرف چو او پیدا نشد ثانی
چو حرف بیش ازین نتواند سعد او گفتن
مجو بیم گر تواند گفت اخلاص کسی دانی

طفیل خاص اخلاصت کہ قطب الدین کاکی را
بال حسنگاہ ولادت گاہ شاہ جیلانی
تونی شاہ ہمہ شاہان، ہمہ شاہان گدائے تو
گدایان جہاں نہ امداد تو یابند سلطانی
تونی طالب بہ اصل اللہ تونی مقصود ہر گدا
تونی بادی ہر گمراہ تونی محبوب سبحانی
گدائے دیگر حال است شاہا آمدہ کاکی
بخشش دہ سرفرازی انا سلطان خدا دانی

قرض فضل ایزدی کا اس ترقی خداوندی سے غوث اعظم قطب اقطاب امام اولیاء حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کے احیاء اور سرسبز و شاداب کرنے کے لیے کمربستہ ہو گئے تھے۔ سات سال علوم ظاہری حاصل کیے پھر چالیس سال ان کو عالم میں پھیلایا اور اسلامی امور کو زندہ کیا اور روئے زمین پر اسلام کو پھیلایا۔ ع

شدہ قائد احیا کردن دین مسلمانی

اس کے صلہ اور انعام میں پروردگار عالم نے آپ کو روئے زمین کی سلطانی عطا فرمائی۔ ؎

تونی شاہ ہمہ شاہان، ہمہ شاہان گدائے تو
گدایان جہاں نہ امداد تو یابند سلطانی

اور یہ شاہی اور سلطانی بھی وقتی اور عارضی نہیں بلکہ دائمی اور پائیدار ہے

کیونکہ بالاتفاق آپ غوث اعظم اور قطب مدار ہیں جن کا فیضان روحانی اور
قیادت وسیادت باطنی ہمیشہ باقی رہتی ہے اور خلق کو فیضیاب کرتی رہتی
ہے۔ اسی لیے آپ کی تعلیمات آپ کی ہدایات تاقیامت رہیں گے تمام انسانوں
کے لیے مشعل راہ ہیں۔

اس تحریر سے بھی سوانح نگاری مقصود نہیں اور نہ سوانح کا حق مجھ جیسے
بے علم سے ادا ہو سکتا ہے بلکہ محض سہولت کے لیے مختصر حالات ہدایات
اور تعلیمات سید محمد عبد الہادی آفندی کی کتاب "الکواکب الزاہرہ فی مناقب
الشیخ عبد القادر" سے نقل کر دی گئی۔ وہو الموفق۔

ہندوستان میں فیضانِ قادری

جب حضرت غوث اعظم کی شاہی و سلطانی تمام عالم کے لیے تھے تو
ہندوستان جیسا مردم خیز خطہ آپ کے فیوض و اسرار و عرفان سے
کس طرح محروم رہ سکتا تھا۔ اس بات پر سوال ہے کہ قادری خاندان
کے کون کون بزرگ ہندوستان میں تشریف لائے اور کس کس مقام پر مقیم
ہو کر انہوں نے سلطنت اور بادشاہی کی اور کس قدر علمی اور عرفانی ارشاد سے
سرزمین ہند کو سیراب فرمایا؟

اس کی تفصیل تو بہت طویل ہے۔ حد حساب سے افزوں ہے مختصر
طور پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ سرزمین ہند پر جہاں بھی کوئی شمع ہدایت روشن
ہے وہ اسی نور ہدایت سے فروزاں ہے اور یہ سلسلہ اب سے نہیں بلکہ حضرت

روحانی طور پر حیات طیبہ سے جاری ہے اور تاقیامت رہے گا بلکہ کسی اندرونی
[illegible] حضرت اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ عالی سے مقرر کردہ
[illegible] روحانیت کے نظام کو جاری کر دیا گیا ہے۔

[illegible] میں ہے کہ تاریخ چشتیہ کے حالات میں لکھا ہے
[illegible] مشہور بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے مدت
[illegible] اطراف عالم میں اسلام کی روشنی پھیلا کر آخر زمانہ میں مکہ معظمہ پہنچ کر
[illegible] بارگاہ میں حاضری دی۔ ان اسفار میں آپ کے خادم خاص حضرت
[illegible] معین الدین چشتی قدس سرہ آپ کے ہمراہ تھے جو آپ کی خدمت گزار
[illegible] خدمت انجام دے رہے تھے۔

[illegible] مرکز دین پہنچ کر بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائیں
[illegible]

مولیٰ کریم میری قبر مکہ معظمہ میں ہو اور اس کا نشان باقی رہے تا کہ لوگ
[illegible] سے ان کی روح کو تسکین اور استاد کی بخشش ہو۔ اور مخلوق کا ظاہری
[illegible] قائم رہے۔

[illegible] کہ آپ کے فرزند معنوی خواجہ معین الدین چشتی کو جنہوں نے
[illegible] آپ کی خدمت اور دین حق کی نصرت و حمایت کی ہے۔ ایسی
[illegible] خلافت عطا کی جائے جو دوسروں کی اصلاح و تربیت سے ممتاز ہو
غیب سے آواز آئی تمہاری درخواست منظور کر لی گئی۔ تمہاری آخری
آرام گاہ بھی مکہ میں ہوگی۔ اور اس کا نشان بنایا جائے گا اور تمہارے فرزند

معنوی کی معین الدین کو ہندوستان کی ولایت و سلطنت عطا کی گئی کیونکہ ابھی تک کسی مسلمان کو نہ ہے۔ ہندوستان کی مملکت نہیں دی گئی ہے۔

لیکن اس بارہ میں پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر دربار رسالت سے ضابطہ کی کارروائی مکمل کرائیں اور آپ سے اجازت و سند حاصل کر کے سرزمین ہند میں نظم و نسق قائم کریں۔ اور دین اسلام کی دعوت کو پھیلائیں۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ یہ بشارت سن کر سجدہ شکر ادا فرمایا اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کو خلعت خلافت اور خرقہ چشت امانت و نیابت سپرد فرما کر آپ کو مدینہ منورہ بارگاہ رسالت بھیج دیا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں باریاب ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر نہایت شفقت و مہربانی فرمائی۔ اور تمام ہندوستان کی باطنی ولایت و خلافت آپ کے سپرد فرما دی۔ اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا اجمیر میں قیام متعین کیا گیا ہے وہاں جا کر سکونت اختیار کرو۔ تمہارے پہنچنے کے بعد ملک ہند میں اسلام کی بنیادیں جم جائیں گی۔

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ بخارا پہنچے۔ جہاں اس زمانہ میں شیخ نجم الدین کبریٰ کا قیام تھا اور ڈھائی ماہ ان کے پاس مقیم رہے۔ وہاں سے قصبہ جبال پہنچے جو بغداد سے ہفت روزہ مسافت پر کوہ جودی کے دامن میں واقع ہے۔ شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اس زمانہ میں اسی قصبہ

میں مقیم تھے۔ آپ کے ساتھ پانچ ماہ سات روز رہے اور باہم رموز و اسرار طے ہوتے رہے (مرآۃ الاسرار)

صاحب تحفۃ الراغبین لکھتے ہیں کہ میں نے بعض رسائل میں پڑھا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت میں چند دن رہے۔ چنانچہ اور جب ہندوستان کی جانب آنے لگے تو غوث اعظم نے آپ کو حرز یمانی یعنی دعا سیفی کی تلقین کی۔

اس سب کا ماحصل یہ ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی کو جو عظیم الشان خدمت بارگاہ خداوندی اور بارگاہ رسالت مآب سے سپرد کی گئی تھی اس کی مزید تقویت کا سامان حضرت غوث اعظم کے یہاں سے فراہم کیا گیا اور یہ دولت اس طرح درجہ بدرجہ حصہ میں آئی۔ اس کے علاوہ قادریہ خاندان کے بزرگوں مسند نشینوں کے ہندوستان میں اشاعت اسلام اور دعوت دین کے لیے آمد کا سلسلہ بھی اسی دور اول اور غوث اعظم کے زمانے سے جاری ہے۔ چنانچہ ستر ہویں صدی ہجری میں مفتی ابو سعید رازی قادری بلخ دہلی سے ہندوستان پہنچے اور قصبہ جھنجھانہ میں سکونت کی اور دین کی اشاعت و دعوت کا سلسلہ تا عمر رکھا۔ اسی قصبہ جھنجھانہ کی ایک قدیم حویلی میں جو آپ ہی کے نام سے موسوم ہے آپ کا مزار ہے۔

آپ کی نسل اور اولاد سے اسلام کی کس قدر اشاعت ہوئی اور دین کو کس قدر تقویت پہنچی اس کا اندازہ ان بزرگوں کے حالات سے ہو سکتا ہے جو اس خاندان میں پیدا ہوئے۔ شاہ العالمین حضرت شاہ عبد الرزاق جھنجھانوی

حضرت شاہ محمد جھنجھانوی حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی حضرت تقی الٰہی
بخش جھنجھانوی کاندھلوی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی
اور اس خاندان کے تمام بزرگ اسی سلسلہ کے درخشاں ستارے ہیں۔ نسلی
تعلق اس سیاہ کار بھی اسی خاندان سے وابستہ ہے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

اس امید عظیم میں یہ چند بے ربط باتیں سپرد قرطاس کردی گئیں۔ حق
تعالیٰ شانہ محض اپنے لطف اور فضل و کرم سے ان کو قبولیت عطا فرمائے
اور اپنی مخلوق کو اس سے فائدہ پہنچائے اور میرے لیے اس کو ذخیرۂ
آخرت بنائے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العزیز و آخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین والصلوات و
التسلیمات علی خیر خلقہ محمد و علی جمیع الانبیاء
والمرسلین

دار الاشاعت کاندھلہ ضلع مظفر نگر

ذی الحجہ الحرام ۱۳۸۶ھ
۱۰ اپریل سنہ ۱۹۶۷ء

محمد احتشام الحسن کاندھلوی

... انواع پر مشتمل علوم و معارف قرآنی کا بیش بہا ذخیرہ

الاتقان
فی علوم القرآن

اردو

فہم قرآن کے لیے اہم اور بنیادی کتاب

تالیف

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۸۴۹ھ ——— ۹۱۱ھ

[illegible]

○

ادارہ اسلامیات لاہور

سیر الصحابہ

جلد اول

خلفائے راشدین

جلد دوم	جلد سوم
مہاجرین	انصار
جلد چہارم	جلد پنجم
جلد ششم	جلد ہفتم
	تابعین
جلد ہشتم	جلد نہم
	تبع تابعین

ادارہ اسلامیات

ادارہ اسلامیات

پبلشرز · بکسیلرز · ایکسپورٹرز

★ ـــ دینا ناتھ مینشن مال روڈ، لاہور

فون ۷۳۲۴۴۱۲-فیکس ۹۲-۴۲-۷۳۲۴۴۸۵

★ ـــ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان

فون ـــ ۷۲۳۳۹۹۱-۷۲۵۲۲۵۵

★ ـــ موہن روڈ

چوک ـــ اردو بازار، کراچی۔ فون ۲۶۲۲۲۳۱

E-mail:idara@brain.net.pk